قصیدہ

حضرت شیخ فریدالدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اردو و تشریح ضروری بطرز تفسیر مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

حاجی محمد معین الدّین انجینیر فہیم کالج کانپور

باہتمام

خواجہ عبدالواحد

انتظامی پریس کانپور میں چھپا

قیمت قسم اول عہ، قسم دوم ۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قصیدہ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

می نگارم قصیدۂ عطار ـ کہ مرا نیست جز نگارش کار

(حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ اپنی ہستیٔ موہوم کو مخاطب فرماکر ارشاد فرماتے ہیں کہ) اے عطار میں ایک قصیدہ لکھتا ہوں (اسکو سُن اور غور کر) اسلئے کہ مجھے تو لکھنے کے سوائے اور کچھ کام نہیں ہے

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار ـ متجلی ست از در و دیوار

ذرا آنکھ کھول کر دیکھ کہ دلدار کا جلوہ (جسکی تلاش میں تو دربدر مارا پھرتا ہے وہ تو) در و دیوار سے ظاہر ہے (جسکے لئے تیرا یہ جسم ناسوتی بمنزلہ در و دیوار ہے اسواسطے کہ فرقان حمید)

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ آمدہ است ـ دور اُفتادہ تو از پندار

(سورۂ ق جز ۲۶ میں) آیا ہے کہ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ لہ اور ہم بہت نزدیک ہیں انسان کے اُسکی رگِ جاں سے اور تو اپنی پندار

(ہستیٔ موہوم کیوجہ) سے دور پڑا ہوا ہے۔

نحن اقرب گفت من حبل الورید ـ تو فگندہ تیر فکرت را بعید
اے کمان و تیرہا برساختہ ـ صید نزدیک تو دور انداختہ
قرب بیچون ست جانت را بتو ـ قرب حق را چون بدانی ای عمو
قرب نے بالا و پستی رفتن ست ـ قرب حق از قید ہستی رفتن ست (مثنوی شریف)

اور میں چونکہ قید تعینات سے بالاتر دیکھتا ہوں لہذا میں بفحوائے آیۂ کریمہ)

کلّ شیٔ محیط می بینم ـ آنکہ می بنیش بہ نقش و نگار

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ یعنی اللہ ہر شئے کو (اپنی قدرت کاملہ اور اپنے علم ازلی اور ابدی سے) احاطہ کئے ہوئے اسی ذات واحد کو محیط پاتا ہوں (اور بقول حضرت علیؓ مَا رَاَیۡتُ شَیۡئًا حَتّٰی وَرَاَیۡتُ اللّٰہِ رَبِّیۡ فِیۡہِ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا جبتک اُسمیں دیدار حق جل مجدہ نہ ہوا) جسکو تم نقش و نگار دیکھتے ہو (میں عین ذات پاتا ہوں)

تو زکوتاہ بینی اے احمق ـ می سرائی بہ لحن موسیقار

اور تو احمق ہے جو اپنی کوتاہ بینی کے باعث سے موسیقار کی طرح عجیب عجیب قسم کی آوازیں بناتا ہے (اور اپنے آپ سے دور اور غیر مان کر طرح طرح کی قرأت سے اُسکی) حمد کرتا ہے (جو محض تیری کم فہمی اور جہالت کے باعث سے ہے۔ سو تو)

لہ موسیقار ایک جانور ہے جسکی چونچ بہت لمبی اور اُسمیں بہت سے سوراخ ہوتے ہیں اور اُن سوراخوں کے ذریعہ سے بہتی اونچی طرح طرح کی آوازیں نکالتا ہے۔ علم موسیقی کی ایجاد اُسی سے ہے۔

تا بہ کے در صفاتِ حیوانی ۔ ہمچو چند احمقے پُر عار

چند پُر عار احمقوں کی طرح کبتک اِن صفات حیوانی میں گرفتار رہکر (لا یعقل جانور کی مانند بیکار اکریگا اور چشم بصیرت سے دیکھکر اُس کا عرفان حاصل نہ کریگا)

او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو ۔ سر فرو بردہ تو نرگس وار

وہ تو سرو کی طرح تیرے روبرو موجود ہی۔ لیکن (جبتک) تو نرگس کے مانند سر جھکائے ہوئے (مبتلائے خود بینی) ہے اُسکی دید کیسے میسر آسکتی ہے۔ بجز اسکے کہ۔

سُرمۂ گر ز نور بی یبصُر ۔ درکشی در دو چشم پر زنگار

ز اندرون و برون نشیب و فراز ۔ از پس و پیش و ز یمین و یسار

شاہد لا الٰہ الا ہُو ۔ پیش تو پردہ گیرد از رخسار

اگر اپنی (باطنی) آنکھوں میں جو زنگ آلودہ ہوگئی ہیں (نورِ حق کا سرمہ لگائے (یعنی چشم بصیرت کو اس ہستی کی دید سے ایسا بند کرے کہ بجز ذات حق جل مجدہ کے کچھ اور نہ دکھائی دے)۔ جب یہ صورت میسر آجائیگی تو نہ اپنی ہستی نظر آئیگی نہ اپنی دید رہیگی۔ اُسوقت حدیث قدسی بی یسمع و بی یبصر (یعنی مجھ سے سنتا اور مجھ سے دیکھتا ہے) کا مصداق ہوجائیگا اور جب نورِ حق سے دیکھے گا تو (ص ۹) اندر باہر

نشیب فراز آگے پیچھے، دہنے بائیں ہر طرف سے (ص ۱۰) تیرا مقصود اصلی یعنی جلوۂ وحدت الوجود بلا حجاب تعینات پیش نظر ہوگا اور تو دیکھے گا) کہ سوائے ذات پاک اُس معبود حقیقی کے اور کچھ نہیں ہے۔

ثَمَّ وَجہُ اللہ آیدت بنظر = وَھُوَ مَعَکُمْ نمایدت دیدار

پھر (بفحوائے آیہ کریمہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللہ (پ ۱ بقر ۱۵) پس جسطرف تم رُخ کرو حق سامنے ہی) ہر طرف اللہ جل شانہٗ کی ذات تجھکو نظر آجائیگی اور بمصداق ارشاد باری تعالیٰ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (پ ۲۷ حدید ۱) اور وہ تمھارے ساتھ ہی تم جہاں کہیں ہو اور اللہ اُس چیز کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہی) حق کا دیدار تم کو میسر آئے گا جو ہر وقت تمہارے ساتھ ہی (لیکن۔

این معیت می نہ گنجد در میاں ۔ نے زماں دارد خبر زو نے مکاں

کاروانِ نَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِیْ ۔ بہ سرائے تو برکشاید بار

اُسوقت (حقائق و معارف کا قافلہ) تیری سرائے (وجود) میں اپنا ٹانڈہ لاڈالیگا اور فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (یعنی جب ہم نے آدم کا قالب تیار کردیا تو اُسمیں اپنی روح میں سے پھونکدی) کا راز تجھپر منکشف ہوجائیگا۔

زیں تماشا چو بنگری گوئی ۔ لیس فی الدار غیرہ دیار

جب تو یہ تماشا دیکھے گا تو بے اختیار بول اُٹھے گا کہ لیس فی الدار غیرہٗ دیّار

یعنی سوائے اُسکے تمام کائنات (کیا ہمارے اس خانۂ تن میں) بھی کوئی دوسرا صاحب خانہ موجود نہیں ہے۔ اُسکے بعد مسئلہ وحدت الوجود کی تشریح فرماتے ہیں کہ

احدست او اگر تو بشماری ۔ واحدیت رساندت بہزار

(وہ تو ذات جامع جمیع صفات کمال ایک ہی ہے اور) اور (احد وصمد) ہے۔ لیکن (جب تو بفحوائے اول ماخلق اللہ نوری۔ تعین اول پر غور کریگا تو بمصداق تتمہ حدیث شریف والخلق کلھم من نوری واحدیت (کی دید) تجھکو ہزار ول تک پہونچادیگی (حتیٰ کہ مرتبۂ تمثیل کا پھر حد و دشمار نہ رہیگا لیکن جب ان تعینات کو فنافی اللہ کرکے بقا باللہ پر فائز ہوگا تو نظر آئیگا کہ)

ہمہ یک قطرہ است این دریا ۔ ہمہ یک دانہ است این خروار

همہ اوست | یہ تو سارا دریائے توحید ایک ہی قطرہ ہے اور یہ سارا خرمن (کائنات عالم جو دانوں کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے) ایک ہی دانہ ہے۔

اسپ و فیل و پیادہ و فرزیں ۔ بہ تن واحد آں سپہ سالار

(اور اس بساط عالم پر جسقدر) اسپ اور فیل اور پیادے اور فرزیں نظر آتے ہیں ان سب کی سپہ سالار وہی ایک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

می نماید بچشم احول تو ۔ شتر و اسپ و گاؤ و فیل و حمار

اور یہ تیری چشم احول کا قصور ہے جس سے تجھ کو اونٹ بیل گھوڑا ہاتھی، گدھا،

زاغ و طاؤس مور و مار و مگس ۔ بلبل و قمری و چکاوک سار

کوا۔ مور۔ چیونٹی۔ سانپ۔ مکھی۔ بلبل۔ قمری۔ چکور۔

کافر و گبر و ملحد و مومن ۔ متقی و شقیِ بد کردار

کافر آتش پرست۔ ملحد۔ مومن۔ متقی اور بدبخت شقی۔

ور چہ می بینی از جماد و نبات ۔ از وحوش و طیور و ہر جاندار

اور جو کچھ بھی جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ وحشی۔ چرند۔ پرند اور ہر قسم کے جاندار (جو جدا جدا موجود نظر آتے اور تیرے قلب کو تشویش میں پھنساتے ہیں)

ایں ہمہ ذاتِ پاکِ یزداں نیست ۔ میکند جلوہ ہا بر ایں اطوار

یہ (تمام کائنات اور موجودات عالم کا جہاں تک ظہور ہے) سب ہی ایک ذات پاک باری تعالیٰ جلشانہٗ کی (جو موجود بالذات اور) ان اطوار میں جلوہ فرما ہے (اسکی دید کے لئے)

گر تو علم الیقیں بدست آری ۔ سوئے عین الیقیں بیابی بار

اگر تو علم الیقین حاصل کرلے تو عین الیقین تک بھی تیری رسائی ہوجائے۔

روئے حق الیقین عیاں بینی ؎ شوی از کائنات برخوردار

اور جب حق الیقین کا منظر دیکھے تو کل کائنات میں ذرہ ذرہ سے تو مستفیض ہونے لگے گا۔

گوئی آنگہ زخود کہ ایں ہمہ اوست ؎ راحت و رنج و اندک و بسیار

اُسوقت خود بخود بول اُٹھیگا کہ یہ تو رنج و راحت اور کم و بیش (جنمیں میں گرفتار رہا) سب وہی (ایک ذات واجب الوجود ہے (اور اُسکا ماسوا سب عدم و مفقود)

پس زخود گوئی و زخود شنوی ؎ لِمَنِ الْمُلْكُ وَاحِدِ الْقَهَّار

پھر خود تیرے اندر سے ندا آئے گی کہ سلطنت کس کی ہے یعنی مالک حقیقی کون ہے تو اپنے ہی اندر سے جواب سُنے گا کہ اللہ واحد قہار کی (حق جل مجدہ نے اہل ایمان سے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ارشاد فرمائیگا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کی سلطنت ہے تو ہول و ہیبت سے کسی مخلوق کو جواب کی تاب نہوگی تو خود ہی ارشاد فرمائے گا کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی اللہ واحد قہار کی، تو سالک جب اس عالم اجسام میں اپنی ہستی سے نیست اور فنا ہو جاتا ہے تو یہیں دیدار حق جل مجدہ نصیب ہوتا ہے جو عوام کو حشر میں ہوگا اور محشر کی صدائیں یہیں کان میں آنے لگتی ہیں اور وہ وعدے جو عوام الناس کے لئے قیامت کیساتھ وابستہ ہیں اسکا نقد وقت بنجاتے ہیں۔)

تو بایں پایہ کے رسی ہیہات ؎ کہ خرت باز ماندہ از رفتار

لیکن افسوس اس مرتبہ کو تو کیسے پہونچ سکتا ہے اسلئے کہ تیرے خر نفس (امارہ) میں تو طاقت رفتار ہی نہیں رہی (جو لوامہ اور مطمئنہ ہو کر خطاب ارجعی سنے اور وصال حق پر فائز ہو ورنہ زبور شریف میں وارد ہے اور نیز حدیث قدسی ہے)

مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ آمدہ است ؎ عاشقانرا بدست و ست قرار

اَلَا مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ یعنی جسنے مجھے ڈھونڈھا پایا (تو طلب حق تعالیٰ اسمیں انس و محبت حق تعالیٰ پیدا کردیتی ہے اور یہ عاشق ذات ہو جاتا ہے) اور عاشقوں کو قرار جب ہی آتا ہے کہ اپنی جان بکلی اُسکے دست قدرت میں نظر آنے لگے (چنانچہ)

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَءَ الْحَق ؎ زیں سبب گفت احمدؐ مختار

اسی وجہ سے احمدؐ مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا (اس لئے کہ متعین کے انتہائے دید تعینِ اوّل ہوسکتی ہے جو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ عین ذات ہے)

من عرف نفسہ نمی فرمود ؎ گر نمی دید حیدرِ کرّار

اور حیدر کرار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو اگر دیدار حق تعالیٰ اپنی ذات میں نہ ہوا ہوتا تو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ نہ فرماتے (اور خود خداوند جل و علا نے

کلام پاک میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ)

رمز مَن کَانَ ھٰذِہٖ اَعمیٰ ۔ نشنوند ایں خراں ناہنجار۔

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيلًا

جو یہاں دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستے سے دور ہو گیا یعنی جسکو شہود حق یہاں نہ ہوا باوجودیکہ وہ ذات مطلق ذرہ ذرہ سے عیاں ہے اور اس کو نہ دیکھ سکا تو وہاں اُس کو دیکھ کر کیا پہچانے گا باوجودیکہ اسقدر صاف باری تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمادیا ہے لیکن) اس رمز کو یہ نامعقول گدھے گوش حق نیوش سے سننے تک نہیں اور اسکا کلام پاک ضرور سمجھا ہے کہ)

ہر کہ اینجا نہ دید محروم ست ۔ در قیامت ز لذّتِ دیدار

جس نے یہاں نہ دیکھا وہ قیامت میں ضرور لذّتِ دیدار سے محروم رہے گا لہٰذا

کار کن کار پیش ازانکہ اجل ۔ بدر آرد ز ہستیٔ تو دمار

قبل اسکے کہ موت تیری ہستی کو فنا کردے کام کر (یعنی دید حق کا ملکہ حاصل کر) ورنہ وقت گذر جانے کے بعد بجز حسرت و ندامت کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (اس لئے)

چند خواہی نشست صم و بکم ۔ پا بدامن چو صورت دیوار

تو کبتک اپنے پاؤں سکوڑے دیوار کی طرح خاموش گونگا بہرا بنا بیٹھا رہیگا۔

منزل تو نہ دور نزدیک ست ۔ پائے مردی بکن قدم بردار

تیری منزل تو کچھ بھی دور نہیں بہت نزدیک ہے (صرف اتنی ضرورت ہے کہ) ذرا ہمّت باندھ اور قدم اُٹھا لیکن یہ خیال رکھنا کہ)

قاطعان طریق در راہ اند ۔ شتر مست تو گسستہ مہار

راستہ میں بٹمار اور ڈاکو رہتے ہیں اور تیرا اشتر (نفس) بہت مست ہو رہا ہے۔ (اور اسپر طرہ یہ کہ) نکیل ٹوٹی ہوئی ہے (اس لئے بڑی ہوشیاری کا کام ہے)

انا لیلیٰ بگو اگر مردے ۔ ورنہ چوں ابلہاں سرے میخار

اگر تو مرد ہے تو (اُسکے عشق میں ایسا سرشار ہوجا کہ اپنی خبر نہ رہے اور مجنوں کیطرح انا لیلیٰ کہہ اور اگر یہ ہمّت نہیں ہے تو بیوقوفوں کی طرح بیٹھا سر کھجایا کر (اور اگر اسکو انانیت سمجھتا ہے تو)

بچہ معنی انانیت کفرست ۔ ہیچ فہمیدی اے نکو کردار

نیک بخت کچھ سمجھتا بھی ہے؟ کہ انانیت کس معنی میں کفر ہے۔

خویشتن راگو منم یعنی ۔ من رآنی بگو پیمبر وار

(اظہار انانیت کفر یوں ہے کہ) اپنے آپ کو میں کہے بلکہ رسول اللہ صلعم کی طرح من رآنی فقد رأ الحق کہہ (اور اس فہم سے غور کرے گا تو

قُلْ هُوَ اللّٰہُ وصف احمد داں ۔ از میانش ولیک میم بر آر

قُلْ هُوَ اللّٰہُ کو حضور سرور عالم کی شان میں پائیگا لیکن درمیان میں سے میم کا پردہ اُٹھا کر دیکھ (ورنہ خاک سمجھ میں نہ آئیگا۔ اِس صورت مقدسہ میں حق جل مجدہ نے اپنی تقدیس بیان فرمائی ہے اور اُس سے یہ بات صاف ہوتی ہے کہ حضور سرور عالم نے جو اوّلَ خلق اللّٰہُ نوری وَخلق کلھم من نوری ارشاد فرمایا ہے تو وہ تخلیق اُس طرح کی نہ تھی جیسی کہ انسانی کفو میں شادی اور اُس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ محض قدرت کاملہ سے بیچون وچگون ظہور سراپا سرور اور تکوین عالم ہوئی اس لئے کہ وہ ذات مقدس جلشانہ تبدیل سے مبرا ومنزہ الآن کما کان ہے اور رہیگی لیکن)

ایں سخن در تو کے کند تاثیر ۔ وارد آئینۂ دلت زنگار

یہ بات تیرے اندر کیسے اثر کر سکتی ہے اسلئے کہ تیرا آئینۂ دل زنگار (دوئی اور غیریت سے) صاف نہیں ہے (ایک قصہ کے ضمن میں سن اور غور کر تو تیری سمجھ

میں آئے کہ)

. روزے از روزہا کلیم اللّٰہ ۔ خواست مرشد ز ایزدِ دادار

ایک روز حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السّلام نے درگاہ احدی میں درخواست کی کہ مجھے بظاہر کوئی مرشد عطا ہو جو (بصورت بشری ہمکلام ہو کر تعلیم کرے)

شد ندائے برائے او کہ برو ۔ پیش ابلیس مفسداں سالار

تو حضرت حق تعالیٰ سے ندا ہوئی کہ شیطان کے پاس جاؤ جو تمام مفسدوں کا سردار ہے

راہ طے کرد و سر بحکم نہاد ۔ رفت در پیش آں لعین ناچار

تعمیل حکم ضروری تھی لہذا قطع راہ کرکے اُس لعین کے پاس پہونچے۔

گفت خواہم من از تو ارشادے ۔ اے تو در راہِ عشق پاک عیار

اور کہا کہ تم عشق کی کسوٹی پر پورے اُتر چکے ہو (اور ذات کے سچّے عاشق ہو کہ اُسکے حکم سے بھی غیر کے آگے سر نہ جھکایا) اس لئے میں بھی تم سے ارشاد ہدایت کی درخواست کرتا ہوں (اور یہ میری جانب سے نہیں بلکہ مرشد حقیقی کا ارشاد ہے)

یعنی ایزد برائے ارشادم ۔ بر سر تو نہاد تاج مدار

یعنی حق جل مجدہ نے میرے ارشاد کے واسطے تمہارے ہی سر پر تاج مدار رکھا ہے

زیں سخن ہمچو شعلہ سر پیچید ٭ جست و برجا نشست ہمچو شرار

توشیطان نے یہ سُن کر شعلۂ آتش کے مانند سر گھمایا اور چنگاریوں کی طرح چٹک کر پھر اپنی جگہ بیٹھا اور

گفت من از دمِ ازل دارم ٭ طوقِ لعنت بہ گردنِ ادبار

کہا (آپ بخوبی واقف ہیں کہ) میری گردن ادبار میں تو ازل سے طوق لعنت پڑا ہوا ہے۔

تو کلیم اللٰہی نداری ننگ ٭ تو ندیم اللٰہی نداری عار

آپ کو کلیم اللہ اور ندیم اللہ ہو کر ننگ و عار نہیں معلوم ہوتی۔

کہ ز من چشم داری ایں معنیٰ ٭ کہ بمن بر نویسی ایں طومار

کہ مجھ ایسے سے اس معاملہ کی توقع رکھتے ہیں اور یہ طومار میرے سر باندھتے ہیں

من کجا و طریق ایں احکام ٭ من کجا و سبیل ایں اطوار

(بھلا) کہاں میں اور کہاں یہ راہ حق کے احکام (بیان کرنا) اور کہاں میں اور کہاں اس راستہ کا اہتمام (ارے حضرت)

من پلنگم پلنگ عصمت خوار ٭ من نہنگم نہنگِ پُر ادبار

میں تو انسان کے (بیٔر نفس میں) ایک عصمت خوار چیتا اور (بحر قلب میں) ایک پُر ادبار نہنگ ہوں (کہ جہاں کوئی بھلائی پاتا ہوں اُسکو وہیں کسی نہ کسی عنوان سے جس طرح مجھ سے بن پڑتا ہے چٹ اور ہڑپ کر جاتا ہوں)

راہ و رسمِ ضلالت از من پُرس ٭ مفسد انرا منم سپہ سالار

میں تو مفسدوں کا پیشوا و سپہ سالار ہوں اس لئے مجھ سے اگر) گمراہی کے راستے اور طریقے پوچھو (تو البتہ ایسے بتاؤں کہ دوسرا کوئی بیان ہی نہیں کر سکتا یہ تو حضرت موسیٰؑ خود بھی اچھی طرح جانتے تھے اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن حکم حق تھا چارہ کار کیا تھا لہذا بیچاروں نے)

بزباں نیاز بازش گفت ٭ کاے تو در راہ عشق خوش رفتار

پھر نرمی اور لجاجت سے کہا کہ (یہ سب کچھ سہی لیکن) راہِ عشق میں تو تم نہایت خوش رفتار رہو (اور رموز و اسرار الٰہی کے ایسے ماہر ہو کہ)

درس کرد بیاں تو میگفتی ٭ نکتۂ ہم برائے من بگمار

فرشتوں کو درس دیا کرتے تھے اس لئے کوئی نکتہ ذرا سا مجھے بھی بتا دو

بہ تکلم درآمد و بکشود ٭ لبِ گوہر فشاں و شکر بار

تو اُس نے گفتگو شروع کی اور لب گوہر فشاں اور شکر بار کھول کر (توحید کی وہ

تعلیم فرمائی کہ سبحان اللہ وبحمدہ اور در پئے معرفت وحقیقت کو ایک نقطے کے کوزہ میں جمع کرکے ارشاد فرمایا کہ خیر اب تم مانتے ہی نہیں ہو تو سنو آپ بیتی کہتا ہوں)

من مگو گفت تا چو من نشوی ۔ این سخن راز من بخاطر دار

ترجمہ بولا کہ بس میری طرف سے یہ بات گرہ باندھ لو کہ میں نہ کہنا تاکہ میری طرح نہ ہو جاؤ (یعنی رسوا اور در بدر خوار و ذلیل نہ ہو) اگر تم مجھے برا نہیں سمجھتے اور عشق کی ذلت و رسوائی گوارا ہے تو بسم اللہ میرا سا کام کرو)

یعنی اول چو من شوای سرہ مرد ۔ زخم او را اسپر بہ سینہ میار

یعنی اے مرد مخلص پہلے تو میری طرح (عاشق ذات) بنو اور اُس محبوب حقیقی کی جانب سے جو جو تکلیفیں اور) زخم (پہونچیں اُن کو مردانہ وار) سینہ پر کھاؤ اور کسی قسم کی آڑ اور ڈھال سامنے نہ لاؤ۔

چوں شدی ہمچو من وپس ازاں ۔ ہر چہ خواہی بگو و باک مدار

اور جب مجھ ایسے ہوگئے تو پھر کچھ غم نہیں میدان صاف ہے، جہاں چاہو جاؤ اور جو چاہو سو کہو۔

چوں شنید این سخن ز موسیٰ ؑ ۔ گفت از راہِ عجز و انکسار

موسیٰ علیہ السلام نے جو شیطان سے یہ ہدایت سُنی تو تصدیق فرمائی اور از راہ عجز و انکسار فرمایا کہ-

ہر چہ گفتی برفت بر انصاف ۔ این سخن از تو اے ملک عیّار

اے ملک عیار بات سچی اور انصاف کی تو یہی ہے جو تو نے کہی۔

عین آبیم ما و او با ما ۔ ہم آمیختہ شکر کردار

ہم عین آب ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ایسا ملا ہوا ہے جیسے پانی میں شکر

عین آبیم گرچہ در ظاہر ۔ می نمائیم لولوئے شہوار

اور ہم عین آب ہیں اگرچہ بظاہر ایک بیش قیمت موتی معلوم ہوتے ہیں۔

نام خود را کنوں چو آب بریم ۔ زانکہ ما شربتیم شکردار

لیکن اب ہم اپنے آپ کو پانی نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ شکر اور پانی کی آمیزش سے اُسکا نام شربت ہوگیا (یا سیپی میں جاکر اور دریا سے علیحدہ ہوکر موتی کہلانے لگے)

آب را تو تمام ژالہ نگر ۔ ژالہ را عین آب می پندار

(باوجودیکہ) اولہ عین آب ہے اور پانی عین اولہ (لیکن اُسمیں ایک سختی پیدا

ہو جانے سے اب اس منجمد پانی کا نام اولہ ہو گیا پانی نہیں کہا جا سکتا)

خویشتن را تو درمیانہ مبیں ٭ سدِ اسکندر از میاں بردار

تو حضرت عطارؒ فرماتے ہیں کہ تو درمیان میں سے اُس سد سکندری (جسکا نام "مین" ہے) اُٹھا دے اور (اپنے کو درمیان میں نہ دیکھ)

لیک اندر قمار خانۂ عشق ٭ بہ ز منصور کس نہ باخت قمار

لیکن اس قمار خانۂ عشق میں منصورؒ حلاج سے بہتر کسی نے بازی نہیں لگائی

تا تو ہستی خدائے در خواب ست ٭ چوں بمیری تو او شود بیدار

جبتک تو اپنے کو ہست سمجھے ہوئے ہے تیرے علم میں خدا سویا ہوا ہے وہ جب بیدار ہو کہ تو مر جائے (یعنی تیری "مین" فنا ہو جائے) (دیکھو س جمعہ ۶۲ پ ۲۸ ع ۱ میں) حق تعالیٰ جلشانہ' یہودیوں کو مخاطب فرما کر جو خدا سے دعوی محبّت رکھتے تھے ارشاد فرماتا ہے کہ)

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ ٭ صٰدِقِیْنَ آمدہ است در اخبار

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ؁

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہدو کہ اے یہودیو اگر تم یہ گمان کرتے ہو

کہ تم انسانوں کو چھوڑ کر خدا کے دوست ہو اور اس دعوے میں سچے تو موت کی تمنا کرو۔

گر بمیری تو پیشتر ز اجل ٭ نہ کند بر تو تیر و خنجر کار

سو اگر تو موت طبعی سے قبل اپنی خوشی سے مر جائے تو پھر (حوادث عالم کے تیر و خنجر تیرے اوپر کارگر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان ہتھیاروں سے ضرر پہونچ سکتا ہے بلکہ یہ تو کیا۔

ملک الموت را شود بہ یقیں ٭ ہمچو سیماب کشتنت دشوار

تو یقین جان لے کہ ملک الموت کو بھی پارہ کی طرح تیرا مارنا دشوار ہو جائیگا۔ لیکن

تو بخوف و رجا ازیں درگاہ ٭ باز میمانی اے خجستہ شعار

بھلے آدمی تو تو اس درگاہ عالی سے خوف و رجا کی وجہ سے باز رہجاتا ہے (یعنی تجھے اُسکی محبّت تو ہے نہیں جو تجھکو اس عالم ناسوت میں اپنی تکلیف فنا کا خوف اور راحت اور ترقی کی اُمّید نہ رہے بلکہ اپنی محبت ہے اپنا آرام اپنی عزّت اپنی ترقی اپنی خواہشات کی تمنا تجھ کو اُس درگاہ سے روکے ہوئے ہیں یہ سب عقل خردی کے پاکھنڈ اور علم ظاہری کا فتور ہے اور علم و عقل کی زائل کرنے والی چیز بجز عشق کے اور کچھ نہیں ہے۔ لہذا)

عشق گر در دلت فروزد شمع ؛ روز روشن نمایدت شب تار

اگر تیرے دل میں عشق کی شمع روشن ہو جائے تو البتہ تجھ کو یہ ہستی کی شب تاریک (نور حق) سے روز روشن کی طرح منوّر نظر آئے اور

محو گردی چناں تو از مستی ؛ نہ شناسی ہمی سر از دستار

اُس مستی سے ایسا محو ہو جائے کہ اپنے سر اور دستار تک کی خبر نہ رہے۔

بہ ہمیں دیدہ بنگری ظاہر ؛ صورت خویش را بصورت یار

اور انہی آنکھوں سے علانیہ اپنی صورت کو بصورت یار مشاہدہ کرے (یعنی خلق اللہ تعالیٰ آدم علی صورتہ کا راز منکشف ہو جائے اسواسطے کہ حق جل مجدہ کی کوئی صورت متعینہ تو ہے نہیں بلکہ ہر ایک

صورت از بے صورتی آمد بروں ۔ باز شد کانا الیہ راجعون

حجاب اگر اُٹھ جائے تو صاف نظر آنے لگے کہ

یہ جو صورت ہے تری صورت جاناں ہے یہی ۔ یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

لیکن یہ بات اُسوقت تک میسّر نہیں آتی جبتک کہ خوف اور اُمیدوں کا قلع قمع نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ ماسوا کیا خدا سے بھی کوئی آرزو نہ رہے۔

از زبانت کہ می کند من من ؛ چا من یک زمانکے ہشدار

اور میری جان ذراسی دیر ہوش درست کرکے غور تو کر کہ تیری زبان سے یہ "میں میں" بول کون رہا ہے (کیا یہ تیری کالبد خاکی کی آواز ہے؟)

دو صفت سر زند ازیں مستی ؛ می طرازم بہ صفحۂ اظہار

لیکن اس مستی سے دو صفتیں ظاہر ہوتی ہیں دونوں کو ظاہر کیئے دیتا ہوں۔

یا بہ کل اللسان شود خاموش ؛ یا بہ طال اللسان کند گفتار

کہ یا تو مصداق من عرف اللہ کل لسانہ کہ جس نے خدا کو (باعتبار ذات) پہچان لیا اُسکی زبان بند ہو جاتی ہے یہ چپ رہتا ہے یا بفحوائے طال لسانہ (جس نے اُسکے صفات کو دیکھا) اُسکی زبان دراز ہو جاتی ہے (تو اُس بولنے کی پھر کوئی حد نہیں رہتی۔)

لیک طال اللسان ہلاک شود ؛ سرد ہد گم کند ز پا رفتار

لیکن بولنے والا ہلاکت میں پڑجاتا ہے رفتار ترقی مسدود ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سر دے بیٹھتا ہے

وانکہ کل اللسان بود چہ شود ؛ بسلامت بایستد ہموار

اور جو چپ رہا وہ ہمیشہ سلامت رہتا ہے۔ بمصداق حدیث شریف من سکت سلم ومن سلم نجیٰ کہ جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُسنے نجات پائی۔)

کم نگردد زکاکلش یک مو ۔ کم نہ گردد زخرقہ اش یک تار

اُسکے گیسوں میں سے ایک بال اور اُسکے خرقہ میں سے ایک تار بھی کم نہیں ہوتا۔

آنکہ او سر دہد زہے سرمست ۔ وانکہ او سر برد زہے ہشیار

لیکن جو سر دیدے اُس سرمست کا کیا کہنا اور جو سر بسلامت لیجائے اُسکی ہشیاری کا کیا کہنا ہے (اس لئے کہ دونوں حالتیں اپنی ہی ہیں اور بدلتی رہتی ہیں کم)

گاہ طال اللساں شود خاموش ۔ گاہ کل اللساں کند گفتار

کبھی تو بہت کچھ بولنے والا خاموش ہو جاتا ہے اور کبھی بالکل چپ سب کچھ بولنے لگتا ہے۔

می زند موج ہمدریں معنیٰ ۔ مطلعے ہمچو مطلع الانوار

اس معاملہ میں میرے قلب میں ایک مطلع مطلع الانوار کی طرح موج مار رہا ہے اور بیان کئے دیتا ہوں بغیر کہے رہ نہیں سکتا)

او خروشاں چو بلبلانِ چمن ۔ وین خموشاں چو طبلہ عطار

(کہ اگر بول رہا ہے تو بھی) وہی ذات ہے جو بلبل چمن کی طرح نغمہ سنج ہے۔ اور اگر چپ ہے تو بھی وہی ذات ہے جو عطار کے صندوقچہ کی طرح بند ہے (کہ باوجود بندش کے اُس سے طرح طرح کی خوشبوئیں نکل نکل کر قریب والوں کے دماغ کو معطر کر رہی ہیں۔

خود انا الحق زد از لبِ منصورؒ ۔ خود بر آمد زشوق بر سرِ دار

(وہی ایک ذات ہے جس نے) منصورؒ کی زبان سے "انا الحق" کہا۔ (لیکن لفظ "انا" سے جو حجاب غیریت پیدا ہوا تو اُسکو اُٹھانے کے) شوق میں خود ہی دار پر آنکلے۔

لی مع اللہ ومن رانی گفت ۔ از زبانِ محمدؐ مختار

وہی ذات تھی جس نے احمد مختارؐ کے زبان مبارک سے لی مع اللہ اور من رانی فرمایا (ایک روز حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کے حجرۂ مبارک میں تشریف لیگئیں تو آپنے پوچھا تم کون ہو۔ آپنے فرمایا عائشہ بنت ابوبکرؓ ارشاد ہوا کون ابوبکرؓ؟ آپنے عرض کیا ابوبکر بن قحافہ۔ آپنے پھر بھی نہ پہچانا تو حضرت عائشہؓ واپس تشریف لے آئیں۔ دوسرے وقت جب عرض کیا تو آپنے فرمایا) لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی مجکو خدا کیساتھ ایک وقت ہوتا ہے کہ جسمیں کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل تک کی گنجایش نہیں ہوتی۔ تو اس حالت میں میں صدیقؓ اور صدیقہؓ رضی اللہ عنہما کو کیا پہچان سکتا ہوں۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا

خدا کو دیکھا (علمائے ظاہر پاسِ ادب سے تاویل کرتے ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا حق یعنی سچا دیکھا۔ بہر حال ترجمہ کچھ بھی کیا جائے لیکن مفہوم صاف ہے۔

گفت انا احمد بلا میم ؎ ہم خود از نطق سید الابرار

(ایک مرتبہ اُسی) سید الابرار کی زبان مقدس سے یہ بھی بیان فرمایا کہ میں احمد بلا میم ہوں

رَبِّ اَرِنِیْ بگوش خود خود ریخت ؎ خود بخود کرد حسرتِ دیدار

(موسیٰؑ کی زبان سے) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ (یعنی اے میرے رب مجھے اپنے آپ کو دکھا دے تاکہ میں تیری طرف دیکھوں) اپنے کان میں خود ہی کہا اور خود اپنے دیدار کی حسرت ظاہر کی۔ (پ ۹ اعراف ع ۱۷)

باز خود گفت لَنْ تَرَانِیْ را ؎ بہر چہ؟ بہر گرمیٔ بازار

پھر خود کہا کہ لن ترانی (یعنی تم چونکہ حجاب بشریت میں ہو چشم ظاہر ہمیں دیکھ نہیں سکتے اس پہاڑ کو دیکھو اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو ممکن ہے کہ دیکھ سکو پھر خود ہی جو ایک تجلی پہاڑ پر کی بیچارے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑے) اس سے مطلب کیا تھا محض اپنی گرم بازاری (کہ لوگ کہیں

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ؎ آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی)

غیر او کیست تا سخن گوید ؎ یا خمش بر نشیند اے دلدار

(اور بات در اصل یہ ہے کہ) اُسکے سوائے ہے بھی کون جو باتیں کرے یا چپ رہے (وہی ایک ذات ہی جو سب کچھ ہے)

ناظر خود خود ست و خود منظور ؎ خود تماشا و خود تماشا کار

خود ہی اپنے دیکھنے والے ہیں اور خود ہی اپنے کو دیکھتے ہیں۔ خود ہی تماشا ہیں اور خود ہی تماشا گر۔

عاشق خود خود ست و خود معشوق ؎ خود طبیب خود ست و خود بیمار

آپ ہی اپنے عاشق ہیں خود ہی معشوق ہیں۔ خود ہی بیمار ہیں اور خود ہی اپنے طبیب

خود پیمبر شد و پیام آورد ؎ گشت خود منکر و نمود انکار

خود پیمبر بنکر پیام ہدایت لائے پھر خود ہی منکر بنکے انکار کر دیا (ورنہ کسکی ہستی تھی کہ انکار کرتا)

از برائے فریب خود خود گشت ؎ جلوہ در قد و در قدم رفتار

اپنے ریجھانیکے لئے خود ہی قد معشوق میں جلوہ گری کی اور اٹھکھیلیوں کی چال چلی۔

تاب در زلف و وسمہ بر ابرو ؎ سرمہ در چشم و غازہ بر رخسار

خود ہی زلف میں پیچ بنے ابرو پر وسمہ آنکھوں میں سرمہ اور رخساروں پر غازہ۔

رنگ در آب و دُرِ یاقوت ٭ بوئے در مشک و مشک در تاتار

پانی میں رنگ، یاقوت میں سُرخی و آب و تاب، مشک میں بو اور تاتاری ہرن میں مشک (غرضکہ)

ہست خود فعل و فاعل و مفعول ٭ ہست خود قبض و بسط در ہر کار

خود ہی فعل بنے خود فاعل اور خود مفعول اور خود ہی ہر کام اور ہر معاملہ میں قبض و بسط

خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست ٭ خود زند باز باب استغفار

خود ہی ہر گناہ کے اسباب مہیا کرتے ہیں پھر خود ہی توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔

خود بود طوطی و خود آئینہ ٭ خود بود پیش طوطی آئینہ دار

خود ہی طوطی ہوتے ہیں۔ خود ہی آئینہ اور خود ہی طوطی کے سامنے آئینہ (میں طوطی) کی طرح بنکر آجاتے ہیں۔

حمد خود از زبانِ من گوید ٭ تاکہ بر خود شود پذیرفتار

میری زبان سے اپنی تعریف بیان کرتے ہیں تاکہ خود ہی اپنے اوپر قبول کریں۔

من نیم او خود ست قافیہ سنج ٭ من نیم او خود ست در گفتار

میں تو یہ قافیے بیان نہیں کر رہا ہوں وہی ذات ہے جو بول رہی ہے۔

ہست آں یک حیات صرف مدام ٭ بر ہمہ خیر و شر خود دوّار

وہی ایک ذات واحد قائم و دائم حی و قیوم ہے۔ جو خود ہی اپنے خیر و شر پر متصرف ہے میدان توحید کے مردوں نے اس مضمون کو صاف طور پر فرما بھی دیا ہے چنانچہ)

روز آدینہ بر سرِ منبر ٭ گشت شبلی برائے خطبہ سوار

جمعہ کے روز منبر پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ خطبہ کیلئے تشریف لیگئے اور وہاں بیٹھکر

کرد توحیدِ ایزدی آغاز ٭ کہ یکیست او چہ دہ چہ صد چہ ہزار

توحید الٰہی بیان کرنا شروع کی کہ وہ تو ایک ہی ذات واجب الوجود ہے خواہ اُسکا ظہور دس میں ہو یا سو میں یا ہزار میں۔

مگر آنجا جنیدؒ حاضر بود ٭ گفت اے پاکباز نادر کار

اتفاقاً وہاں سیّد الطائفہ حضرت جنیدؒ (بغدادی آپ کے شیخ) بھی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اے پاکباز نادر زمانہ

آنچہ من با تو گفتہ ام بہ نہفت ٭ تو عیانش ہمی کند اظہار

وہ رموز جو میں نے تنہائی میں تم سے کہے تھے تم اُنھیں یہاں علانیہ منبر پر کھڑے

ہو کر بیان کر رہے ہو (تو حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے)

گفت ہیہات اے یگانہ عصر ☆ سخن مشرکانہ را بگذار

فرمایا کہ اے یگانۂ عصر نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ جیسا موحد کامل ایسی بات کہے۔ اس مشرکانہ بات کو چھوڑیئے۔

من ہمی گویم وہمی شنوم ☆ نیست کس غیر من بہر دو دیار

میں ہی بیان کرتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں دونوں جہان میں سوائے میرے دوسرا کوئی ہے ہی نہیں۔

قُمْ بِاِذْنِیْ وَقُمْ بِاِذْنِ اللہ ☆ ہر دو یک نغمہ ست از لب یار

قم باذنی اور قم باذن اللہ دونوں آوازیں ایک ہی لب یار کی ہیں۔

خواہ قرب نوافلش برخواں ☆ خواہ قرب فرائضش بشمار

قرب فرائض و نوافل | خواہ اُسکو قرب نوافل کہہ لیجئے خواہ قرب فرائض۔ سالک جب مرتبۂ قرب فرائض میں ہوتا ہے تو یہ آلہ ہوتا ہے۔ اور حق فاعل۔ قدرت حق تم اس آلہ سے جس طرح چاہتی ہے کام لیتی ہے اور قرب نوافل میں یہ فاعل ہوتا ہے اور حق آلہ کہ جسطرح یہ چاہے کام لے دونوں صورتوں میں اس کی ہستی کالعدم ہو جاتی ہے اگر آلۂ حق بن کر اسنے ٹھوکر ماردی کہ قم باذن اللہ تو۔ اور اگر فاعل

مختار رہو کر کہہ بیٹھا کہ "قم باذنی" دونوں صورتوں میں وہ قدرت حق کا ظہور اور منشاء مشیت ہے اور اُسوقت یہ فرق امتیازی باقی نہیں رہتا کہ یہ فعل عبد ہے یا فعل حق۔ جیسے کہ یکتارہ میں سے نیچی اونچی دو قسم کی آوازیں نکلتی ہیں اور وہ آوازیں دونوں بجانے والے کے ہاتھوں کی قدرت پر موقوف ہیں جو زیر و بم کہلاتی ہیں۔

نیست جز نام فرق زیر و بم ☆ زیر و بم میزند سر از یک تار

زیر و بم میں صرف نام کا فرق ہے ورنہ آوازیں تو دونوں ایک ہی تار سے نکلتی ہیں

لوح دل راز نقش غیر بشو ☆ خویش را در خودی خدا انگار

تو اپنی اس لوح دل کو نقش غیر سے دھو کر صاف کر دے پھر اپنے کو اسی خودی میں خدا سمجھ

وانکہ غیر تو چیست ہستیٔ تو ☆ خویشتن را کنارہ گیر کنار

لیکن تجھکو پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ تیرا غیر کیا ہے؟ تیرا غیر تیری پندار ہستی ہے تو اس ہستی موہوم سے کلیتاً کنارہ کش ہو اور

نور چشم من از خودی بگذر ☆ خویشتن را خدائے خود پندار

اے میرے نور چشم خودی سے گذر اور پھر اپنے کو اپنا خدا سمجھ

ورنہ گر با خودی خدا گوئی ☆ مشرکے باشی و خدا آزار

ورنہ اگر خودی کے ساتھ خدا کہے گا تو تو مشرک ہو جائے گا اور خدا کو ناخوش کرنیوالا

چونکہ لَا یُشْرِكْ ست حکم خداؐ ۱۹ خویشتن را ز شرکِ پاک برآر

(لہذا چونکہ حضرت) حق جل شانہٗ کا حکم ہے وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا یعنی تو اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر (اور عبادت سے مقصود معرفت حق ہے) تو تو اُس میں کسی کو شریک حق تعالیٰ نہ بنا (اور اپنی ہستی کو جو حق تعالیٰ سے علیحدہ مانے ہوئے ہے یہ صریح شرک ہے) اس شرک سے اپنے آپکو صاف نکال لیجا۔

شرک دو ہست ہم خفی و جلی ۲۰ ہر دو را پیشِ تو کنم تکرار

اب شرک بھی دو ہیں ایک شرک خفی اور ایک شرک جلی میں دونوں تیرے سامنے بیان کرتا ہوں۔

اے پسر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۲۱ خود ز شرکِ خفی ست آئینہ دار

کہ شرک خفی تو ہے لا الہ الا اللہ جیسے کہ آئینہ میں صورت انسانی کا ظہور (کلمہ لا الہ الا اللہ میں چونکہ اثبات حق اور نفی غیر ہے۔ اسکو شرک خفی مانا ہے کہ جب غیر ہے ہی نہیں تو اثبات کس کا کیا جائے۔

چیست شرکِ جلی رسول اللہ ۲۲ خویشتن را ازیں دو شرک برآر

اور شرک جلی کیا ہے؟ رسول اللہ (یعنی حقیقت محمدی کو حق سے جدا موجود ماننا تو

اپنے آپ کو تو ان دونوں شرکوں سے نکال۔

گر ز شرکِ خفی خلاص شوی ۲۳ خویش را از جلی خلاص شمار

اب اگر تو شرک خفی سے خلاصی پا جائے تو سمجھ لے کہ شرک جلی سے بھی نکل گیا

چوں ازیں شرکہا خلاص شوی ۲۴ شوی آں وقت صوفی ستّار

اور جب ان دونوں شرکوں سے نکل گیا تو اُسوقت تو صوفی ستّار کے مرتبہ پر فائز ہو جائیگا

آں یکے وقت نزع شبلی را ۲۵ گفت اے قدوۂ صغار و کبار

(جیسے کہ) کسی نے نزع کے وقت حضرت شیخ شبلیؒ سے کہا کہ اے تمام خورد و کلاں کے پیشوا

کہ بگو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۶ مغفرت خواہ زایزدِ داوار

کہیے لا الہ الا اللہ اور حق سبحانہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کیجئے۔

بہ تبسم در آمد و بشگفت ۲۷ ہمچو روئے بہار و چہرۂ یار

تو آپ مسکرائے اور موسم بہار اور چہرۂ یار کی طرح شگفتہ ہو کر

گفت معشوق من ز استغنا ۲۸ نہ کشاید ز روئے رشوت کار

فرمایا کہ میرا معشوق مستغنی ہے اور کمال استغنا کی وجہ سے وہاں رشوت سے کام نہیں نکلتا

بعد ازیں ما و ساقی و لبِ جو ـــ بعد ازیں ما و یار و بوس و کنار

(ذرا سا حجاب تعین باقی ہے اِس کو اُٹھ جانے دو) اِسکے بعد تو ہم ہیں اور ساقی اور لب جو اور یار ہوگا اور اُس سے بوس و کنار۔

بعد ازیں ما و نغمہ و مطرب ـــ بعد ازیں ما و خانہ خمّار

اور پھر ہم ہیں اور نغمہ ہو اور مطرب اور اُسکے بعد ہم ہیں اور ساقی کا میخانہ

تا نہ کاری یگانگی را تخم ـــ کے دہد شاخ آشنائی بار

(تو حضرت عطارؒ فرماتے ہیں) جبتک تو یگانگی کا بیج نہ بوئے شاخ آشنائی کہاں بار آور ہوسکتی ہے۔

سالکے مر جنیدؒ را پرسید ـــ کاے ز سر تا قدم ہمہ اسرار

ایک سالک نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ سرتاپا اسرار ہیں۔

بہ تکلم درآ کہ مشرک کیست ـــ گفت اے ہرزہ گرد کودن سار

مشرکا یہ تو فرمائیے کہ مشرک کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ او آوارہ گرد بیوقوف

ہر کہ نادیدہ نام او گوید ـــ مشرک ست آں فضول ناہموار

جو بے دیکھے اُس کا نام لے وہی فضول اور ناہموار آدمی مشرک ہے۔

ہر کہ از وے نہ زد "انا الحق" سر ـــ ہست او از جماعتِ کفّار

کافر اور جس سے "انا الحق" صادر نہوا وہ جماعت کفار میں سے ہے۔

ہر کہ منکر شود بود مشرک ـــ من از و چوں خدائے او بیزار

اور جو اسکا منکر ہو وہ مشرک ہے اور میں اُس سے ایسا ہی بیزار ہوں جیسے مشرک سے خدا۔

چوں دوئی از میانہ برخیزد ـــ تو نمانی من او کند اقرار

جب دوئی درمیان سے اُٹھ جاتی ہے تو "تو" نہیں رہتا پھر جو "تو" میں کہتا ہے تو وہ "میں" اُسکی ہوتی ہے اور "میں" کا اقرار وہ کرتا ہے۔

گر بدیں بال و پر کنی پرواز ـــ شاہبازی تو جبرئیل شکار

پھر اگر تو اُس فہم کے بازو اور پروں سے پرواز کرے تو وہ شہباز ہو جائے کہ تیرا شکار جبرئیلؑ ہو (یعنی عقل کلی اور تو مورد الہام حق ہو جائے پھر "تو" اُس سے سُنے اور اُسی سے سمجھنے لگے اور تیرے افعال تابع الہام حق جل مجدہ ہو جائیں)

صیدِ عنقا کجا تواند کرد ـــ بوالفضولے اگر دو بہ شکار

لیکن اگر کوئی فضول آدمی شکار کے لئے جائے تو وہ بھلا عنقا کو کہاں شکار کر سکتا ہے (اسلئے کہ وہ ہر نااہل اور احمق کا کام نہیں ہے)

دع نفسک تعال را بشنو ٭ اے برادر ز گوش پنبہ برآر

ارے بھائی ذرا ہوش کے کانوں میں سے غفلت کی روئی نکال اور غور سے سُن کہ (جب حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب باری جل شانہ میں دعا کی ہے۔ کہ کیف اجدک یا ربی یعنی (میرے رب میں تجھے کیسے پاؤں؟ تو ارشاد ہوا کہ) دع نفسک وتعالیٰ یعنی اپنے نفس کو چھوڑ دو اور میرے پاس چلے آؤ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ)

یعنی ایں چار طبع را یک کن ٭ تا نگردد مخالفت ہر چار

یعنی ان چار طبیعتوں کو ایک کر لو (اور اختلاف اٹھا دو) تاکہ ان چاروں میں سے کوئی تیری مخالفت نہ کر سکے (اور راہ حق میں تیری مزاحم نہو)

دین احمد گزیں مسلماں شو ٭ بگذر از خویش بگسل ایں زنار

مسلمان بن، اور دین محمدی (یعنی طریقۂ توحید) اختیار کر اپنی ہستی سے گذر اور یہ زنار (خود بینی اپنی گردن میں سے) توڑ کر پھینکدے

ایں بت ار بشکنی چو ابراہیم ٭ گر در آتش روی شود گلزار

اگر تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح سے اِس بت (نفس) کو توڑ ڈالا تو پھر (کچھ اور کہیں خطر نہیں ہے) اگر آگ میں بھی کود پڑیگا تو وہ گلزا رہو جائیگی۔

شو بہر قول و فعل تابع سلف ٭ غیر ظاہر بباطنت بسیار

ہر قول و فعل میں سلف صالح کا اتباع کر، اور اُن کی طرح سے اپنا عقیدۂ باطنی بالکل ظاہر کے خلاف رکھ۔

شو ز باطن ربوبیت پرواز ٭ کن بظاہر عبودیت اقرار۔

یعنی باطن میں تو حق کو اپنا غیر نہ جان لیکن بظاہر بالکل مغائرانہ طور پر اظہار عبودیت (کے لئے احکام شریعت کو نہایت پابندی کے ساتھ) ادا کرتا رہ۔

ظاہر خویش پاک کن بوضو ٭ باطن خویش را نماز گذار

اپنا ظاہر وضو سے پاک کر اور باطن میں نماز باطنی ادا کر۔

پس وضو چیست پاک کردن دل ٭ صافی دل چہ؟ شستن از اغیار

وضو تو وضو کیا ہے؟ دل کا پاک کرنا۔ اور وہ دل کی صفائی کس چیز سے؟ ماسوائے اللہ سے

مسجد تو مقام تسلیم ست ٭ سجدہ گاہ تو طاق ابروئے یار

مسجد | تیری مسجد مقام تسلیم و رضا ہے۔ اور تیری قبلہ گاہ محراب ابروئے یار
(تشریح۔ یعنی تیرا قلب ما سوائے اللہ سے ایسا پاک و منزہ ہو کہ جو کچھ بھی حوادث اور عوارض دینی و دنیوی پیش آویں اُنکی جانب مطلق متوجہ نہو رضا و تسلیم تیرا شعار ہو جائے۔ کسی فعل کو غیر حق کی جانب منسوب نہ کرے اور ہر حالت میں تیرا دھیان الیٰ وجہ اللہ رہے)

در نماز آں نگار را دیدن ؎ ظاہر و باطن اے پسر بشمار

نماز | اور میاں صاجزادے اُس محبوب حقیقی کو ظاہر و باطن سے دیکھتے رہنا ہی نماز سمجھ

در عبادت کسے شریک مکن ؎ زانکہ لا یشرک ست حکم نگار

عبادت | اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کر اسلئے کہ یہی حکم محبوب ہے (یعنی کسی فعل کو اپنی جانب منسوب نہ کر)

روزہ حفظ دل ست از خطرات ؎ پس ازاں از مشاہدہ افطار

روزہ | (اب) روزہ کیا چیز ہی؟ دل کا خطرات سے محفوظ رکھنا اور اس روزہ کی افطاری ہے مشاہدۂ ذات۔

حج چہ باشد؟ ز خود سفر کردن ؎ بکجا؟ جانب ہدایتِ کار

حج | حج کیا چیز ہی؟ اپنی ہستی سے سفر کرنا۔ کہاں کو؟ جہاں سے اسکی ابتدا ہوتی ہی

(تاکہ اس پر منہ بدا و الیہ یعود کا راز کھلجائے یعنی اُسی سے ابتدا ہی اور اُسی کی طرف بازگشت ہے۔

جامی معاد و مبدأ ما وحدت ست و بس ؎ ما درمیانِ کثرتِ موہوم والسلام)

ہست قربانیت پس از حجت ؎ قطعِ احکامِ طبعہا یکبار

قربانی | (اب حج کے بعد قربانی بھی واجب ہے تو اس تیرے حج کی قربانی ہے اپنے احکام طبیعت کا ایکبارگی قطع کر دینا یعنی جب تونے ابتدا و انتہا کی حقیقت پالی اور معلوم ہوگیا کہ یہ ہستیٔ موہوم جس کو میں نے موجود سمجھ رکھا ہی عدم محض ہے تو پھر تیری خواہش کیسی اور تیرے افعال کہاں رہسکتے ہیں، پھر جب تیری یہ ہستی فنا ہوگئی اور ہستیٔ حق سے ہست ہوا تو تو مفلس سے مالدار بنگیا اب صاحب نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ لہذا

ہستیٔ خویش را زکوٰۃ بدہ ؎ از سر دوستے بکن ایثار

زکوٰۃ | اپنی اس ہستی کی زکوٰۃ دے (لیکن چالیسواں حصہ نہیں بلکہ یہ کل ہستیٔ مستعار) اُس حقیقی دوست کے سر صدقے کر دے (جسنے اپنے انتہائے کرم سے تجھے ہستیٔ جاوید عطا فرمائی)

یعنی ایں ہستیٔ عناصرِ خود ؎ با علومش ز جان خویش برآر

یعنی اپنی اس ہستیٔ عناصری کو علمِ حق کے ساتھ اپنی جان سے نکال ڈال۔

اے پسر در رہِ شریعت فرض — عشر دہ یک بود بہ دنیا دار

عُشر | اور اے بیٹے راہ شریعت میں دنیاداروں پر تو عُشر فرض ہے یعنی دسواں حصہ لیکن

در طریقت گذشتن از لذات — در حقیقت گذشتن از افکار

طریقت میں یہ ہے کہ تمام لذات (اور خواہشات) سے گذر جائے اور حقیقت میں جاکر افکار سے بھی گذر جائے ہے۔ (یعنی نہ دنیا کی فکر رہے نہ دین کی نہ اپنی اور نہ غیر کی)

تو اگر مردِ ایں خجستہ رہی — دامن از کائنات خود بفشار

اب اگر تو اس مبارک راہ کا مرد ہے تو تمام کائنات سے دامن جھاڑ کر الگ کھڑا ہو جا۔

شد جنابت تمام شرک و دوئی — غسل فرض است ازاں بہر دیندار

جنابت | (طریقت) جنابت ہے ہر قسم کا شرک اور دوئی جس سے ہر دیندار پر غسل فرض ہے

غُسل چہ بود؟ بورطۂ توحید — غوطہ خوردن بیامدن بکنار

غسل | اور اسکا غسل کیا ہے؟ بحرِ توحید میں غوطہ لگانا اور پھر کنارہ (یعنی شریعت) پر آکر مستقیم ہو جانا۔

در شریعت بود ہر انچہ حلال — در طریقت بود ہماں مُردار

شریعت میں جو چیزیں حلال ومباح ہیں طریقت میں وہی مردار اور حرام ہو جاتی ہیں ہے

چوں حقیقت نقاب برگیرد — ہر دو یک گردد اے نکو کردار

لیکن جب حقیقت کی نقاب اُٹھتی ہے تو شریعت و طریقت دونوں ایک ہو جاتی ہیں

دل بود طعمہ خور ز چار خطر — مرد باید کہ بگذرد زیں چار

دل کو چار قسم کے خطرات سے غذا پہونچتی ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ ان چاروں سے گذر جائے۔

گر بود خاطرِ تو مائلِ علم — خطرۂ آسمانیش پندار

خطرۂ آسمانی | اگر تیرا قلب حصول علم کی جانب متوجہ ہو تو اُسے خطرۂ آسمانی سمجھ

ور بسوئے عبادتت بکشد — خطرات ملائکش بشمار

خطرۂ ملکی | اور اگر تجھے عبادت کی طرف کھینچے تو اس خطرے کو ملکی جان۔

ایں عطاہا ز فیض جبروت ست — جذب و میکشد ترا در کار

یہ دونوں عطیات (یعنی خطرات ملکی اور آسمانی) عالم جبروت کا فیض ہیں۔ جنکی کشش تجھ کو بہترین کام میں لگاتی ہے۔

ور بیابیش در تردّدِ جاہ ؎ کہ چنیں یا چناں برآرم کار

اور اگر اُسکو اپنی جاہ وعزت کے تردد میں پائے کہ یوں کامیابی حاصل کروں (اور بڑا مرتبہ وعزت پاؤں)

یا فلاں را دہم کلاہ و کمر ؎ یا فلاں را کنم سپہ سالار

فلاں شخص کو اس مرتبہ پر پہونچادوں فلاں دنیوی عزّت دلادوں۔ ایک فوج کا سپہ سالار بنادوں۔

یا کنم خوضِ آسماں پہنا ؎ یا بہ کیوان برم سرِ دیوار

یا ایسا خوض کروں کہ تمام آسمانوں کا حال معلوم رہا کرے (جو کوئی پوچھے اُسے بتادوں) یا ایسا بلند محل کہ اُسکی دیواریں آسمان سے باتیں کریں۔

جانِ من ایں خطر ز شیطان ست ؎ ایں خطر اژدرست مردم خوار

خطرہ شیطانی | تو جانِ من یہ سب خطرے شیطانی ہیں اور یہ خطرہ ایک مردم خوار اژدہا ہے (جو لاکھوں اور کروڑوں کو ہڑپ کر گیا اور ڈکار تک نہ لی)

ور بود خاطرِ تو مائلِ خور ؎ مستئ تو بدل شود بہ خمار

خطرہ نفسانی | اور اگر تیرا دل کھانے پینے کی جانب متوجہ ہو (کہ ایسا کھانا پکواؤں

اور یہ کھاؤں اور وہ کھاؤں تو سمجھ لے کہ اسمیں پڑکر) دل کی مستی خمار سے بدلجائیگی

ایں کشاکش ز نفسِ بدکیش ست ؎ شتر را بدست اُوست مہار

یہ نفس بدکیش کی کھینچ تان ہی جسکے ہاتھ میں تیرے شتر طبیعت کی مہار ہے۔

از خطرہا معطلے گردی ؎ گرچہ ہستی ز جعفرِ طیّار

ان خطرات سے تو یہ سمجھ لینا کہ معطل ہی ہوجائیگا خواہ (کیسا ہی بلند پرواز ہو اور) حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح سے (دیے پروں کے ہی کیوں نہ اُڑنے لگا ہو)۔

از خطرہا اگر بروں آئی ؎ نہ خزاں ماند و نہ فصلِ بہار

اور اگر ان خطرات سے نکل آیا تو پھر نہ تیرے لئے خزاں رہیگی نہ فصل بہار

گر نماند دلِ فرشتہ فرت ؎ مائلِ ہیچ یک ازیں ہر چار

اور اگر تیرا فرشتہ خصال قلب ان چاروں قسم کے خطرات میں سے ایک کی طرف بھی مائل نہ ہوا تو

نام ایں منزل تو او ادنیٰ ست ؎ ہست جائے شکیب و جائے قرار

تیری اس منزل کا نام ہی (فکان قاب قوسین) او ادنیٰ (جس سے

افضل منازل قرب میں اور کوئی مقام نہیں ہے) اور وہ مقام (انتہائی) سکون و آرام کا ہے۔

لیک اینجا ستادنت مشکل ؏ بلکہ اینجا گذشتنت دشوار

لیکن وہاں تیرا قیام مشکل ہے بلکہ وہاں تک پہونچنا ہی دشوار ہے۔

چیست توبہ گذشتن از جملہ ؏ چہ خدا و رسول و جنت و نار

توبہ توبہ کیا چیز ہے؟ سب سے گذر جانا۔ کیا خدا اور رسول اور دوزخ اور جنت (یعنی خدا کی پرستش باتباع رسول اللہ صلعم خالص بلا طمع جنت اور خوف دوزخ رہے پھر رسول کا تخیل خدا سے جدا مانکر نہ آئے اور آگے چلکر متوہم خدا سے بھی جسکو عقل کے ذریعہ سے سمجھا ہو گذر جائے اور ذات بحت وحدہ لاشریک کا بندہ کامل ایسا بن جائے کہ عبد و معبود کے درمیان میں نہ کوئی علم حائل ہو نہ طمع)

چیست تجرید گشتنت آزاد ؏ از ہزاران ہزار یار و دیار

تجرید تجرید کیا چیز ہے؟ تیرا دوست۔ آشنا۔ وطن اور گھر سب سے آزاد ہو جانا

پس ازاں از برادر و خواہر ؏ پس ازاں از تمام خویش و تبار

اسکے بعد بھائی اور بہن سے پھر تمام یگانوں۔ بیگانوں۔ رشتہ داروں اور اہل خاندان سے۔

غمِ اینہا بہ ہیچ نوع مخور ؏ بگذر از جملہ و بحق بسپار

کسی طرح بھی انکا غم نہ کر سب سے گذر جا اور خدا کے حوالے کر۔

زانکہ داریم ما ہمہ خود او ؏ لطفِ او ہست بر ہمہ غمخوار

اسواسطے کہ خدا تو ہمارا اُن کا سب ہی کا ہے اور اُس کا لطف سب کا کارساز ہے

ماہ و خورشید زہرہ و برجیس ؏ ابر و باران و باد و آتش بار

(تو خیال تو کر کہ) چاند سورج، زہرہ و برجیس (وغیرہ سبعہ سیارے) ابر۔ مینھ، لو (وغیرہ ہر قسم کی ہوائیں)

ہمہ بہر تو در مشقت و رنج ؏ تو زبہر کہ میکشی آزار

سب تیرے واسطے مشقت اور رنج میں (دن رات گھوم رہے اور تیرے کام میں لگے ہوئے) ہیں، پھر اب تو کسکے واسطے تکلیف اور محنت اُٹھاتا ہے۔

ہفت و چار اند حاکمِ ظاہر ؏ باطنت ہست جملہ را سردار

سات (اندام) اور چار (عناصر) حاکم ظاہری ہیں اور تیرا باطن سب کا سردار ہے۔

فرضِ یزداں گراں ترا زکوہ است ؏ کوہ بر گردنِ فرشتہ مدار

اور فرض خداوندی پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار و قیمتی ہے (اسکو انسان نے اُٹھایا ہی جو خلیفہ اللہ ہے) اس کو فرشتوں کی گردن پر نہ رکھ۔

بعد تجرید بایدت تفرید ۔ یعنی از آخرت شدن بیزار

تفرید اب تجرید کے بعد تفرید چاہیئے یعنی آخرت سے بھی (دست بردار و) بیزار ہو جانا۔

فارغ از دین و تارک الدنیا ۔ نکند فرق افسر و دستار

سو جسنے دنیا کو ترک کر دیا اور دین سے فارغ ہو گیا اُس کی نظر میں تاج شاہی اور دستار گدائی یکساں ہے۔

دین و دنیا و دوزخ و فردوس ۔ تو رہا کن بایں خراں بگذار

دین دنیا دوزخ اور فردوس کو تو چھوڑ اور ان ہی گدھوں کے لئے رہنے دے (جو ان کے بار کھینچ رہے ہیں۔ یہ فقیر کا کام نہیں ہے)

آنکہ زانہا گذشت و گشت فقیر ۔ مالِ او راست دست دزد حصار

اور جو ان سے گذر کر فقیر ہو گیا (یعنی بمصداق الفقیر لا یملک کہ فقیر کسی چیز کا مالک نہیں رہتا ہے) دستکش ہو جاتا ہے تو اب کوئی اُسکے پاس سے چرائے گیا اس لئے چور کے ہاتھ بھی اُسکا محفوظ قلعہ ہیں (اور چونکہ کسی سے خصوصیت کا

تعلق نہ رہا تو سب غیر اپنے ہو گئے نہ کسی سے مغائرت ہی نہ مشارکت)

روئے بیگانہ کہ می نگری ۔ آشنا وا نمایدت ہر بار

پھر جس بیگانہ کا منہ دیکھے گا تجھکو وہ اپنا ہی نظر آئے گا (مطلقاً غیریت نہ رہے گی)

وانکہ زینہا گذشت و مخلص شد ۔ مالِ او راست بحر و بر حصار

مخلص اور جو ان سب اپنے بیگانوں سے بھی گذر کر (حق کا) مخلص ہو گیا اُسکے مال کے لئے تو سارے دریا اور جنگل قلعہ ہیں۔

صفتِ طبع را چو نفی کنی ۔ روئے حق بینی از در و دیوار

جب تو اپنی صفات طبیعت کی پوری نفی کریگا تو در و دیوار سے روئے حق عیاں و ظاہر دیکھے گا۔

ذوق و شوق چناں عیاں بینی ۔ کہ شوی مثل من زخود بیزار

اور اپنے اندر ایسا ذوق و شوق پائیگا کہ میری طرح اپنی ہستی تک سے بیزار ہو جائیگا

یک شبے بایزیدؓ را در خواب ۔ دید شخصے کہ بود از ابرار

ایک رات ایک بزرگ نے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کو خواب میں دیکھا۔

گفت اے شاہباز عالم قدس ٭ کاے توئی قدوۂ اولی الابصار

عرض کیا کہ اے عالم قدس کے شہباز آپ پیشوائے اہل بصیرت ہیں

بگو از سرگذشت اول شب ٭ چہ شنیدی تو از یمین و یسار

ذرا پہلی رات کا تو کچھ حال بیان فرمائیے کہ داہنے بائیں سے آپ نے کیا سنا۔

گفت آمد ندا ز عالم غیب ٭ کہ چہ آوردۂ بیا و بیار

فرمایا کہ عالم غیب سے ندا آئی کہ ہاں آؤ اور لاؤ ہمارے لئے کیا لائے ہو۔

گفتم آوردہ ام گناہ کہ ہست ٭ نام تو ہم غفور و ہم غفّار

تو میں نے عرض کیا کہ تیرا نام غفور اور غفار ہے اس لئے گناہوں کی ایک پوٹ لایا ہوں

لیک از من نرفت در توحید ٭ شرک اے کردگارِ لیل و نہار

لیکن اے دن اور رات کے پروردگار (تو نے اپنے کلام پاک میں چند بار ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ یعنی اللہ یہ گناہ تو نہیں بخشیگا کہ اُسکا شریک کسی کو ٹھہرایا جائے اور اسکے سوا اور جو کچھ بھی ہونگے سب بخشدیگا اس لئے اور تو سب گناہ کئے ہیں لیکن) مجھ سے توحید میں شرک نہیں واقع ہوا (اور توحید میں تیرا شریک کسی کو نہیں بنایا)

اُذکر اللیلۃ اللّبن فرمود ٭ خوردہ بودی و زو شدی بیزار

تو ارشاد ہوا کہ ذرا وہ دودھ والی رات تو یاد کرو جو تم نے پیا یا اور اُس سے پھر بیزار ہوئے تھے (وہ واقعہ یہ تھا کہ)

خوردہ بودم مگر شبے شیرے ٭ شکم را گرفتہ بود آزار

ایک رات میں نے دودھ پیا تھا اور پیٹ میں ہوا درد

گفتم امشب خلافِ عادتِ خویش ٭ شیر خوردم ازاں شدم بیمار

تو میں نے یہ کہا تھا کہ آج جو میں نے اپنی خلاف عادت دودھ پیا اس سے میں بیمار ہوگیا (یعنی بیماری کی نسبت دودھ کے ساتھ کی تھی جو شرکِ افعالی ہے)

گفتم ایں بد خلاف از توحید ٭ وقنا ربّنا عذاب النّار

تو میں نے عرض کیا کہ بیشک یہ حرکت خلاف توحید تھی (تو کریم و رحیم ہے محض اپنے کرم و فضل سے بلا عمل) اے میرے رب مجھے عذاب دوزخ سے نجات عطا فرمادے تو (حضرت عطارؒ فرماتے ہیں) کہ

ہر چہ بے او بنوشی و بخوری ٭ زہر تست او چہ مست نوش و گوار

بغیر اُسکی یاد کے جو کچھ بھی تو کھائے یا پئے تو وہ تیری (ترقی روحی کا زہر قاتل ہے) خواہ وہ

بظاہر کیسی ہی عمدہ اور خوشگوار چیز ہو۔

ہرچہ بے یادِ او بیندوزی ؎ مار ہست از چہ ہست مہرہ مار

اور بلا اُسکی یاد کے جو کچھ بھی جمع کرے وہ سانپ بچھو ہے اگرچہ بظاہر زہرمہرہ اور تریاق ہی کیوں نہو۔

شہد و شکر مثال باشد پاک ؎ گرچہ در یادِ او خوری مردار

اور اُسکی یاد میں اگر مردار بھی کھائے تو وہ تیرے لئے شہد و شکر کی طرح حلال طیّب ہے۔

چند خواہی چو شاخ گل بالید ؎ کایں مرا دلبر است و آں دلدار

کبتک تو شاخ گل کی طرح اپنے دل میں دیکھ دیکھ کر پھولا کرے گا کہ یہ میرا دلبر ہے اور یہ دلدار (یہ اولاد ہے یہ عزیز ہیں یہ اقارب یہ دوست یہ احباب)

زود باشد کہ بے مناقشہ ؎ بینی از خویشتن شدہ بیزار

حالانکہ بہت جلد تو دیکھیگا (اور اچانک وہ وقت آجائیگا) کہ بلا کسی لڑائی جھگڑے کے (دم نکلتے ہی) وہ سب تیری صورت تک سے بیزار ہوجائیں گے۔

زور تو کند کردہ ہمچو کماں ؎ تو دہن باز ماندہ چوں سوفار

اور کمان کی طرح تیرا توسارا زور چرخ ہو چکیگا اور تیر کا سا منہ پھیلائے رہجائیگا۔

چند ماضی و چند مستقبل ؎ بندہ سبخی کنی دلت افگار

تو کبتک زمانہ گذشتہ (کے واقعات و معاصی یاد کیا کریگا) اور کہاں تک) آیندہ کی فکر میں دل کڑھائیگا (کہ ایسا کیوں ہوا اور ہائے اب کیا ہوگا)

جانمن وقت را غنیمت داں ؎ تا ابوالوقت خواندت احرار

میری جان وقت کو غنیمت سمجھ (اور کام میں مصروف ہو تاکہ تیری کوئی سانس یاد سے غافل نہ رہے) اور احرار کے زمرہ میں تو ابوالوقت کہلائے (صوفی جبتک تلوین میں گرفتار اور حالات و واردات قلبی کا پابند رہتا ہے ابن الوقت کہلاتا ہے لیکن جب صاحب مقام ہوجاتا ہے تو اُسکو وقت پر تصرف حاصل ہوجاتا ہے اور جس حال کو جب چاہے اپنا نقد وقت بنا سکتا ہے۔ تب یہ ابوالوقت کہلاتا ہے۔ لہذا تو کسب و ریاضت سے یہ ملکہ بہم پہنچاکر)

سال آیندہ را گذشتہ شمر ؎ ہمچو پیرار سال و ہمچوں پار

سال آیندہ تیرے لئے مثل سال گذشتہ اور تیورس سال کے ہوجائے۔

آسمان و زمین نشیب و فراز ؎ از خبیثات و طیبات انگار

اور یہ تمام آسمان، زمین، نشیب و فراز، اور پاک و پلید۔ (خیال کر)

خویشتن را بایں ہمہ عالم ؎ مثل بادِ روان و خاک شمار

اپنی ذات کو بھی اس کل عالم میں چلتی ہوئی ہوا اور اُڑتی ہوئی خاک کی طرح بے ثبات سمجھنے لگے

انت اعمیٰ عصائے تو وہم ست ٭ کہ ہمی اُفتی از سر دیوار

لیکن تو تو اندھا ہے اور وہم تیری لکڑی ہے (جسکے سہارے چلتا ہے اور صراط مستقیم جو) دیوار کیطرح (سیدھی اور ہموار ہے) ڈگمگا کر گرا پڑتا ہے (اور بے دھڑک نہیں چل سکتا)

ورنہ ہنگام رفتن تو زمیں ٭ زیر پا آیدت ہماں مقدار

ورنہ چلنے کے وقت تیرے قدموں کے نیچے اُس سے زیادہ زمیں نہیں آسکتی (جتنی دیوار پر چلنے میں آتی ہے (پھر اپنی کمزوری محسوس فرما کر خدا سے استدعا کرتے ہیں کہ)

اے چو کردی تو نام من عاصی ٭ رفتہ ام راہِ معصیت بسیار

اے پروردگار عالم چونکہ تو نے اپنے علم ازلی میں میرا نام عاصی رکھا تھا تو میں خوب معصیت کی راہ چلا اور گناہ سمیٹے۔ (لیکن ؎

تو بعلم ازل مرا دیدی ٭ وانچناں نام بعیب بخریدی
تو بعلم آن و من بعیب ہماں ٭ رد مکن انچہ خود پسندیدی)

نام خود بر صحیفۂ لاریب ٭ خود رقم کردہ اَنَا الْغَفَّارُ

تو نے اپنا نام صحیفہ (گرامی قرآن پاک میں جو) لاریب و شک صحیح ہے خود اَنَا الْغَفَّارُ ارشاد فرمایا ہے (اسلئے میں تیرے بازار میں گناہوں کی گٹھری لایا ہوں اُن کا خریدار

تیرے سوائے کون ہو سکتا تھا لہذا)

کیسۂ من پر از گناہان ست ٭ تو خریدار واپیں بازار

میرا کیسہ گناہوں سے پُر ہے اور اُٹھتی ہاٹ کا تو ہی خریدار ہے (یہ بازار عالم تو نے اپنے ملاحظہ کے لئے آراستہ کیا ہے اور قاعدہ ہے کہ سلاطین اپنی تفریح کے لئے خاص طور پر جو مینا بازار لگاتے ہیں اُسکے دوکانداروں کا بقیہ مال جو بچا کھچا ناقص رہجاتا ہے خود اچھے داموں خرید لیتے ہیں لہذا اب وہ وقت آگیا ہے تو)

ہر چہ داری ز جنس بخشایش ٭ تو بہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد لطف بیار

اب جو کچھ بھی بخشش کی جنس میں سے نقد تیرے خزانے میں ہے اُسکو مجھے عطا فرما تاکہ میں اُس سے مالا مال ہو جاؤں لیکن سیر نہوں اور جب تو اپنے لطف و کرم سے پوچھے کہ) ھَلْ مِنْ مَّزِیْد یعنی کیا کچھ اور زیادہ اسکی قیمت درکار ہے (تو میں کہوں کہ ہاں میرا مال تو کسی قیمت کے لائق نہ تھا لیکن تو اپنی لائق بخشش فرما)

ایں قصیدہ ست وحی ہاتف غیب ٭ طبع والا پسند آئنہ دار

ارشاد) یہ قصیدہ منجانب ہاتف غیب وحی ہے اور تیری طبع والا پسند آئینہ دار شفاف و مجلیٰ ہے لہذا اس کا عکس قبول کر اُسکو اپنے قلب کے اندر رچا اور عمل کر اور تو جانتا ہے؟ کہ)

وحی چہ بود ہر آنکہ در دل تو ٭ سر زند از نتائج اسرار

وحی | وحی کیا چیز ہی؟ وحی وہ ہی کہ تیرا قلب خالی اور صاف ہو اور اسمیں نتائج اسرار خود بخود رونما ہوں۔

ہست الہام اینکہ خاطر تو ۲۲۱ برود سوئے خیر از بد کار

الہام | اور الہام یہ ہی کہ اُس سے تیری توجہ قلبی خواہ مخواہ افعال قبیحہ سے کار خیر کی جانب ہو

باز وسواس دیو ہست کہ تو ۲۲۲ بروی سوئے بد ز نیک شعار

اور وسوسہ شیطانی ہے کہ تو نیک کام سے بُرائی کی جانب متوجہ ہو جائے۔

ایں نہ شعر ست بلکہ معجزہ است ۲۲۳ گرچہ ماند بصورت اشعار

تو یہ اشعار نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے اگرچہ وہ اشعار کی صورت میں نظر آتا ہی

ہمہ عشق ست اندریں مصحف ۲۲۴ ہمہ وصل است اندریں گفتار

اس مصحف میں ابتدا سے انتہا تک تمام عشق بھرا ہوا ہے اور اس گفتار میں بالکل وصل کی تدابیر بیان ہوئی ہیں۔

ہمہ شوق است اندریں صفحہ ۲۲۵ ہمہ ذوق است اندریں طومار

ان صفحات میں اول سے آخر تک شوق بھرا ہوا ہے اور یہ ذوق کا ایک طومار ہی

ایں کلامم کلام مردان است ۲۲۶ نے کلام مخنث بازار

میرا یہ کلام مردان خدا کی باتیں ہیں نہ کہ بازار عالم کے ہیجڑوں کی گفتگو۔

قلم از راستی بدست آور ۲۲۷ بر ورقہائے جان و دل بنگار

لہذا تو سچائی کے ساتھ قلم شوق اٹھا کر اس کو اپنی جان و دل کے اوراق پر لکھ لے۔

روز و شب وردِ خویش کن ایں را ۲۲۸ تا رہد جانت از ہمہ آزار

اور شب و روز اس کا ورد کر تاکہ (ذکر زبان کے ساتھ تصدیق قلب میسّر آئے اور) تیری جان (دنیا و عقبیٰ کے) سب مخمصوں سے نجات پاکر موصل الی اللہ ہو جائے (لیکن صرف زبانی جمع خرچ نہیں)

لیک باید کہ کار فرمائی ۲۲۹ ورنہ خوں خوردنِ دلم بچہ کار

بلکہ چاہیئے کہ اسکو پڑھکر عمل بھی کرے ورنہ میری خون جگر کھانے سے کیا فائدہ؟

اینقدر بس بود نصائح و پند ۲۳۰
در سلوک از فرید دیں عطارؒ

صرف اسقدر نصائح اور پند جو بیان ہوئے سلوک میں فریدالدین عطارؒ کی جانب سے تیرے لئے بالکل کافی و وافی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)